عمدۃ الفقہ۔۔۔۔۔۔ایک تعارفی مطالعہ

Umdat-ul-Fiqh: An Introductory Study

محمد عمران خان*

ڈاکٹر حافظ منیر احمد خان**

Abstract

Hazrat Maulana Syed Zawwar Hussain Shah is the knowledgeable and spiritual personality of the 14th century Hijra. There are diverse aspects of his qualities and perfections. A matchless diversity can easily be found in his services related to his scholarly works and reformation of Muslim Ummah. Not only a Translator, Biographer and Poet, but he at the same time, was also an expert of Islamic Jurisprudence and held the position of a Sheikh of Islamic Sufi order of Naqshbandi Mujaddiah. Hazrat Shah Sahib authored and compiled 13 books. The work of Hazrat Shah Sahib in Islamic Jurisprudence is of extraordinary importance and uniqueness. He has compiled two books namely: Umdat-ul-Fiqh and Zubdat-ul-Fiqh .

The prime focus this reasearch paper is to present an introductory study on Shah Sahib's book Umdat-ul-Fiqh, so that common men as wel as nobililty can understand the status and importance of this book.

Keywords: Zawwar, Translator, Jurisprudence, Umdat-ul-Fiqh, Zubdat-ul-Fiqh

---

* پی ایچ ڈی اسکالر، یونیورسٹی آف سندھ جامشورو

** ڈین فیکلٹی آف اسلامک اسٹڈیز، یونیورسٹی آف سندھ جامشورو

مقدمہ بحث

دین اسلام اپنی جامعیت اور تہذیب و تمدن کے سب گوشوں پر حاوی ایسا پیغام ہدایت ہے جو دنیاوی سعادت سے لے کر اخروی فلاح تک زندگی کے ہر زاویے کو اجاگر کرتا ہے، اور نسل آدم کا ہر ایک شخص اس کا مکلف ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسی علیہ السلام تک سب انبیاء علیہ السلام کا دین اسلام ہی تھا، پھر خاتم الانبیاء والرسل صلی اللہ علیہ وسلم نے سابقہ شرائع کو منسوخ کر دیا، اور اسلام صرف دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی رہ گیا۔ اب قیامت تک کے کوئی اپنے مذہب کے لیے "اسلام" کا نام استعمال نہیں کر سکتا، یہ لفظ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے طریقہ کے لئے مختص ہو گیا۔ سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ایسا جامع اور آفاقی ہے جو انسانی زندگی کے انفرادی، اجتماعی، معاشرتی اور فطرتی تمام تقاضوں کی تکمیل کرتا ہے، اور جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ زندگی عمل کے آئینے میں جلوہ گر ہوتا ہے تو ایک عملی روپ سامنے آتا ہے جسے فقہ اسلامی کہا جاتا ہے۔ فقہ وہ گنجان تناور پھل دار درخت جس کی جڑیں قرآن پاک وسنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اور اس درخت کے پھل کہیں توان منصوص مسائل کی صورت میں ہیں جو قرآن وسنت میں واضح موجود ہیں اور کچھ پھل ایسے ہیں جو فقہاء نے اپنی جانفشانی اور عرق ریزی سے قرآن وسنت سے اخذ کیے ہیں، اور امت مسلمہ ان پھلوں سے مستفید ہو کر دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر گامزن ہے۔ مسلم امت کے لیے فقہ ایک ایسی عظمت والی شے ہے جسے اگر تسلیم نہ کیا جائے تو کبھی بھی دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا پیروکار اپنی زندگی میں احکامات شریعت پر عمل نہ کر سکے بلکہ فقہ قرآن وسنّت کے مجموعے کی وہ گاڑی ہے جس پر بیٹھ کر حیات انسانی مکمل توجہ کے ساتھ اپنے معبود حقیقی جل جلالہ کو پالیتی ہے۔

فقہ قرآن وسنت کا خلاصہ اور روح ہے اور صبح و شام اور موت و حیات کے تمام مسائل جو اسلامی زندگی سے متعلق ہیں فقہ ان کا ترجمان اور چراغ راہ ہے۔ دین اسلام حاکمیت کی شکل میں ہو یا محکومیت کی شکل میں فقہ بہر صورت رہنمائی کرتا ہے۔ پتھر کے دور میں جو اس کی ضرورت تھی آج جدید دنیا میں بھی علم فقہ اتنا ہی اہم ہے۔

اگر ہم برصغیر پاک وہند میں علم فقہ کے آغاز وارتقاء کا جائزہ لیں تو پاک وہند میں محمد بن قاسم کے فاتحانہ داخل ہونے علم فقہ کا آغاز ہو گیا تھا۔ خصوصا جب ہندومت یا بدھ مت سے تعلق رکھنے والے افراد کو

اہل کتاب پر قیاس کرتے ہوئے احکامات صادر کئے گئے۔ کچھ اہل عرب نے مقامی آبادی کو وہ رعایتیں دیں جو انہوں نے اہل کتاب کو دی تھی اور یہ رعایتیں حجاج بن یوسف کے مشورے سے دی گئیں۔[1]

قدیم دور کے برصغیر کے فقہاء کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے جن کے حالات زندگی "نزہۃ الخواطر" "رجال السند والہند" کتابوں میں مفصل بیان کئے گئے ہیں، ان میں سے چند کے اسماء گرامی یہ ہیں، مولانا اسلامی دیبلی، یہ دیبل کے رہنے والے تھے، محمد بن قاسم نے انہیں مشرف بااسلام کیا۔ اسرائیل بن موسی بصری، یہ تبع تابعین میں سے ہیں۔ قاضی موسی بن یعقوب ثقفی، انہیں محمد بن قاسم نے ارور شہر کا قاضی بنایا تھا۔ ابو معشر نجیح بن عبد الرحمن سندھی، ان کو سندھ سے اسیرانِ جنگ کے ساتھ حجاز لے جایا گیا اور علم کا ذوق وشوق تھا جو نافع ہشام بن عروہ سے علم حاصل کیا اور امام سفیان ثوریؒ، وکیعؒ کے استاد بنے۔[2] ان کے علاوہ بھی بے شمار فقہاء و علماء اس سرزمین پر پیدا ہوتے رہے، برصغیر کی تاریخ میں فقہ کی ایک مضبوط جماعت ہر دور میں علم و حکمت کے موتی بکھیرنے میں مصروف رہی۔ اور متعدد فقہی تصنیفات اپنی وراثت میں چھوڑ گئیں اور زیادہ فروغ فقہ ابی حنیفہ کو ملا، ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب رقمطراز ہیں کہ:

"برصغیر میں عربی اور فارسی زبان میں تصنیف ہوتی رہیں اور سترہویں صدی کی آخری چوتھائی سے اردو زبان میں فقہی تصنیفات اور تراجم کا کام شروع ہو چکا تھا اور دن بہ دن زبردست سلسلہ شروع ہوتا چلا گیا"[3]

اور اردو زبان میں فقہ کی تصنیف و تالیف کے ساتھ ایک نمایاں امر یہ پیش آیا کہ فقہاء صوفیاء کا تسلسل شروع ہو گیا، وگرنہ تو برصغیر کی تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو فقہاء صوفیانہ تھے اور صوفیاء فقیہانہ تھے، اور دونوں طبقوں میں باہم ایک کشمکش تھی۔ ڈاکٹر محمود احمد غازی صاحبؒ (متوفی:26 دسمبر 2010ء) رقمطراز ہیں کہ:

"یہ بات انتہائی اہم ہے علم اور صوفیاء کے مابین کشمکش اور آویزش کی مثالیں دور سلطنت میں کثرت سے ملتی ہیں بلکہ جن کے کچھ مظاہر عہد شیر شاہی میں نظر آجاتے ہیں، وہ ہندوستان میں سلسلہ نقشبندیہ کی آمد کے بعد ناپید نظر آتی ہے۔ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ وہ شخصیت ہیں جو بیک وقت علماء، فقہاء اور طلباء کے نئے مرجع کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور اصحاب تزکیہ و احسان کے لیے بھی ان کی حیثیت ہمیشہ ایک شیخ کامل کی رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے بعد وہ روایتی کشاکش قریب قریب ختم ہو گئی جس نے طویل عرصے تک مسلم معاشرے میں ہلچل پیدا کئے رکھی"[4]

اسی روایت کے تسلسل میں بیسویں صدی کے نصف اول میں جامع شریعت و طریقت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ (متوفی:1943ء) جیسی نابغہ روزگار شخصیت گذری ہیں جو قلم و قرطاس کے شہسوار اور فقہ میں بے مثال مقام کے حامل ہیں تھے اور کم و بیش بالکل ان کی مثل بیسویں صدی کے نصف دوم میں ایک اور شخصیت جو فقہ اور تصوف دونوں میں ایک انتہائی بلند مقام و مرتبے پر فائز رہے ہیں گزری ہے۔اس شخصیت سے میری مراد حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ کی علم فقہ میں اس شان و مقام کے بیان میں حافظ محمد موسی بھٹو صاحب رقمطراز ہیں کہ:

"یہ کہا جائے تو بے جانہ ہو گا کہ حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ صاحبؒ کی فکر میں مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی شان اجتہاد نظر آتی ہے، فقہی مسائل میں انھوں نے جس تحقیق سے کام لے کر جدید انسان کی رہنمائی کی وہ ان کے عظیم خدمت ہے جس سے ہمیشہ استفادہ کیا جاتا رہے گا، حضرت شاہ صاحب کی اس فقہی کاوش سے ان کی فقہی بصیرت اور مسائل فقہ میں غلطاں ہو کر بحر سے موتی لانے کی صلاحیت کا اندازہ ہوتا ہے"[5]

چونکہ ہمارا موضوع سخن حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ صاحبؒ کی تالیف عمدۃ الفقہ ہے، اس لئے یہ امر ضروری ہے کہ کی تالیف کے اوصاف و اہمیت کے بیان سے قبل مولف کی حیات سے آگاہی حاصل کی جائے، اسی غرض سے حضرت شاہ صاحبؒ کے زندگی کے شب و روز کا خاکہ اختصار سے پیش خدمت ہے۔

احوال حیات (حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت علامہ سید زوار حسین شاہؒ نے چودھویں صدی کے نصف اول نے قصبہ گوہلہ (حال میں تحصیل، ضلع کھیتل، ریاست ہریانہ، ہندوستان) میں 26 ذوالحج 1329ھ بمطابق 8 دسمبر 1911ء بروز شنبہ کو اس جہاں رنگ و بو میں آنکھ کھولی اور دادا سید اکبر علی شاہ نے نام زوار حسین تجویز کیا۔[6] آپؒ نے مڈل کلاس تک کی تعلیم قصبہ ٹھسکہ میراں سے اور میٹرک 1944ء میں دہلی سے کیا۔[7] عربی وفارسی زبان وادب کی تعلیم پانی پت میں حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم صاحبؒ (متوفی:1370ھ /1950ء) خلیفہ مجاز حضرت خواجہ محمد سعید قریشیؒ (متوفی: 1363ھ /1944ء)، مولانا محمد علیم انصاری صاحبؒ اور دہلی کے مشہور و معروف مدرسہ امینیہ کے استاد حضرت مولانا کفیل احمد صاحبؒ کے درس میں شریک ہو کر تحصیل فرمائی۔[8] علمی اشکال و دقائق اور علم فقہ کے حصول کی غرض وغائت سے

مدرسہ امینیہ کے مہتمم حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ (متوفی1372ھ/1953ء) کی صحبت اختیار کی اور دوسرے حضرات سے درس نظامی کی بعض کتابیں پڑھیں۔[9]

راہ خدا کی شوق طلب میں آپؒ نے حضرت خواجہ محمد سعید قریشیؒ کے دست مبارک پر بیعت کی، حضرت خواجہؒ آپؒ کو تعلیم و تربیت کے مراحل سے گزار کر حضرت خواجہ فضل علی قریشیؒ (متوفی:1354ھ/1935ء) کی خدمت میں پیش کیا اور حضرت خواجہ فضل علی قریشیؒ نے آپؒ کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی خلافت سے سرفراز فرمایا۔[10]

حضرت شاہ صاحبؒ کے کمالات و فضل کے گوناگوں پہلو ہیں۔ آپؒ کی علمی و اصلاحی خدمات کے کام میں اتنا تنوع پایا جاتا ہے، جس کی مثال میں بہت کم پائی جاتی ہے، آپؒ نے تحریر و تصنیف کے میدان میں شریعت اسلامی کی مختلف جہات میں لازوال خدمات انجام دیں ہیں۔ آپؒ بلند پایہ مصنف تھے۔ آپؒ کی تصنیفی و تالیفی خدمات کا دائرہ کسی خاص پہلو کے بجائے دین و شرائع کے متنوع پہلوؤں کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ آپؒ سوانح نگار، فقیہ، شاعر اور مترجم ہیں، آپؒ تفقہ فی الدین کے باب میں عمدۃ الفقہ اور زبدۃ الفقہ جیسی شہکار کتب کے مولف ہیں۔ آپؒ نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے چار مشائخ عظام علیہم الرحمہ کی سوانح حیات مرتب فرمائی جو درحقیقت سلسلہ عالیہ کی ساڑھے تین سو سال کی دینی، علمی، روحانی و اصلاحی خدمات کی سرگزشت ہے ،ترجمہ کی صنف میں آپؒ نے مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانیؒ، مکتوبات معصومیہ اور رسائل حضرت مجدد الف ثانیؒ کے فارسی سے اردو میں تراجم کئے ہیں۔ اور ایک گراں قدر کتاب عمدۃ السلوک تالیف فرمائی جو سلسلہ علیہ نقشبندیہ مجددیہ سے نسبت و تعلق رکھنے والوں کے لئے نصاب کی حیثیت رکھتی ہے۔ حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کم و بیش 13 کتب تصنیف و تالیف فرمائیں۔ آپؒ کا وصال 70 سال کی عمر مبارک میں 22 رمضان المبارک 1400ھ بمطابق 5 اگست 1980ء بروز منگل کو کراچی میں ہوا۔[11]

حضرت شاہ صاحبؒ کی فقہ میں تصنیفات

حضرت شاہ صاحبؒ جس دور کے رجال کار میں شامل ہیں ان کی صفات میں تصنیف و تالیف ایک طرہ امتیاز ہے، آپؒ فقہ میں اس بلند پایہ مرتبے پر جلوہ افروز تھے کہ جو فقہی بصیرت ایک مجتہد کے شایان شان ہوتی ہے۔ آپؒ نے علم فقہ میں دو معرکۃ الاراکتب تالیف فرمائی ہیں۔ پہلی کتاب عمدۃ الفقہ جو چار ضخیم جلدوں پر

مشتمل ہے۔ اور دوسری زبدۃ الفقہ، حضرت شاہ صاحبؒ نے فقہ میں وہ کام کیا ہے کہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے ایک منفرد کام ہے۔ محترم ڈاکٹر سید عزیز الرحمٰن صاحب لکھتے ہیں کہ:

"انیسویں صدی کے وسط میں فقہ اسلامی کو ایک ایسی شخصیت نصیب ہوئی جس کا کام گو کہ بہت سے موضوعات سے تعلق رکھتا ہے لیکن فقہ پر ان کی تن تنہا خدمات کسی ادارے سے کم نہیں ان کا چھوڑا ہوا ذخیرہ کیفیت و کمیت ہر اعتبار سے ایک شخصیت سے زیادہ ایک ادارے کا کام دکھائی دیتا ہے ان کے کام کو موسوعاتی نوعیت حاصل ہے، ہماری مراد مولانا سید زوار حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی وقیع خدمت عمدۃ الفقہ اردو، زبدۃ الفقہ اور عمدۃ الفقہ عربی سے ہے۔ عمدۃ الفقہ اردو اور اس کے خلاصے زبدۃ الفقہ سے تقریباً سب ہی اہل علم عوام و خواص متعارف ہیں"(12)

عمدۃ الفقہ کا سبب تالیف

حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ صاحبؒ عمدہ الفقہ کا سبب تالیف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"اردو زبان میں چھوٹی بڑی کتب فقہ تصنیف و تالیف ہونے اور ترجمے ہونے کے باوجود اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ کوئی ایسی جامع اور مستند کتاب ہو جو عام فہم ہونے کے علاوہ زیادہ سے زیادہ جزئیات مسائل پر حاوی ہو اور ترتیب تالیف کے لحاظ سے بھی اس طرز پر ہو کہ مسائل کا سمجھنا اور یاد کرنا آسان ہو جائے۔ اس ضرورت کے پیش نظر ایک مدت سے اس عاجز کا ارادہ تھا کہ ایک ایسی کتاب ترتیب دے کر شائع کی جائے کہ آسان ہو جائے"(13)

حیرت و استعجاب ہے کہ حضرت شاہ صاحبؒ جب امت مسلمہ کے سامنے اس طرز کا کام لانا چاہ رہے ہیں تو ان کے سامنے جو ماخذ کی حیثیت تھی وہ نہ تو عربی کتب تھی اور نہ ہی فارسی بلکہ پنجابی زبان میں ایک کتاب تھی جسے آج کے دور میں کوئی پہچانتا بھی نہیں نہ ہی کسی نے نام سنا ہو گا اور شاید آج دستیاب بھی نہ ہو حضرت شاہ صاحب پنجابی زبان میں مولوی بارک اللہ (متوفی:1311ھ) (14) کی کتاب "انواع بارک اللہ" کا صرف اردو میں ترجمہ کرنا چاہتے تھے لیکن قدرت خداوندی کو حضرت شاہ صاحب سے بڑا کام لینا تھا اور مترجم کی بجائے ایک فقیہ کی حیثیت سے ایک مستند اور مدلل موسوعہ تالیف فرما گئے۔ خود حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں:

"ابتدا میں یہی خیال تھا کہ "انواع بارک اللہ" کا جو منظوم پنجابی میں فقہ کا مجموعہ ہے اردو میں ترجمہ کیا جائے لیکن اس کام نے بڑھ کر عمدۃ الفقہ کی موجودہ شکل اختیار کر لی"(15)

عمدہ الفقہ کا اسلوب

عمدہ الفقہ عام فہم، آسان الفاظ میں ایک مسلمان کے لئے عبادات میں رہنمائی کرتی ہے کہ کسی بھی اردو پڑھنے لکھنے والے کو اگر عبادت کرنی ہے اور مسائل دیکھنا چاہتا ہے تو عمدۃ الفقہ اس کے لئے استاد کی حیثیت سے نافع ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ پہلے اس عبادت کی مصلحت و حکمت ذکر فرماتے ہیں پھر فقہی اصطلاحات سے بچتے ہوئے مسائل بیان کرتے ہیں، کیونکہ اکثر کتب فقہ جو اردو میں تصنیف ہوئی ہیں ان میں فقہی اصطلاحات کے ذکر سے استفادہ مشکل ہو جاتا ہے اس لیے شاہ صاحبؒ نے اگر کسی جگہ اصطلاح استعمال کی ہے تو مجبوراً کی ہے اس کے بغیر عبارت مکمل ہی نہ ہوتی ہو گی۔

عمدۃ الفقہ کے ماخذ

عمدۃ الفقہ ایک تالیف ہے یقیناً یہ کسی نہ کسی کتاب سے ماخوذ ہو گی، حضرت شاہ صاحبؒ نے اس کے ماخذ تحریر فرماتے ہوئے جن کتب کا ذکر کیا ہے ان کے کچھ تفصیل یہ ہے۔

عالمگیری:

فقہ حنفی کے احکام و مسائل کا وہ عظیم و مستند ذخیرہ جو عالمگیر اورنگزیب نے اپنی نگرانی میں ملک کے جید علماء کرام کی ایک جماعت کے ذریعے عربی زبان میں مرتب کروایا تھا۔

شامی:

حاشیہ رد المحتار، شرح در مختار پر لکھا جانے والا مستند اور دقیق حاشیہ ہے، جسے محمد امین بن عمر بن عبد العزیز عابدین المعروف بہ علامہ شامیؒ (متوفی 1252ھ / 1836ء) نے تالیف فرمایا ہے۔ یہ حاشیہ اردو دان طبقہ میں فتاوی شامی کے نام سے معروف ہے،

در مختار:

متن تنویر الابصار و جامع البحار کی شرح جسے محمد علاؤالدین حصکفیؒ نے تالیف کیا ہے،

مراقی الفلاح:

حسن بن عمار علی الشرنبلالی مصری حنفی (متوفی:1069ھ) کی تالیف ہے۔

طحاوی:

ابو جعفر محمد بن سلامہ بن عبد المالک الطحاویؒ (متوفی:321ھ) شرح معانی الاثار جو طحاوی کے نام

سے معروف ہے۔

بحر الرائق:

ابو البرکات حافظ الدین عبد اللہ بن احمد نسفی کی تالیف کنزالد قائق کی شرح البحر الرائق زین الدین ابن نجیم کی تالیف ہے۔

نورالایضاح:

ابو الاخلاص حسن بن عمارؒ (متوفی:1069ھ) کی تالیف ہے۔

محشی ودیگر کتب مروجہ اردو وعربی سے مسائل کو پوری پوری احتیاط اور صحت کے ساتھ نقل کیا گیا ہے[16]

عمدۃ الفقہ میں حوالہ دینے کا اسلوب

عمدۃ الفقہ میں حوالہ دینے کا التزام کیا اور حوالہ دیتے ہوئے ایک نہایت ہی منفرد اور اچھوتا اسلوب اختیار کیا ہے کہ ایک عبارت پر متعدد کتب کے حوالے دیے ہیں بظاہر سطحی نظر میں طوالت عبث کام لگتا ہے لیکن ان حوالہ جات کی ترتیب بھی ایک قسم کا حوالہ ہے اس بات کو سمجھنے کے لئے حضرت حاجی محمد اعلیٰ قریشی کی عبارت پیش خدمت ہے:

"اسی سلسلے کی ایک اور بات بھی ملاحظہ ہو کہ عمدۃ الفقہ کتاب الحج کی کتابت کے وقت عاجز نے حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت نے بعض جگہ ایک ایک عبارت پر چھ سے سات سات کتابوں کے حوالے دیے ہیں اگر وہ حوالہ جات مقدم موخر ہو جائیں تو کوئی حرج تو نہیں ؟ فرمایا ایسا نہیں ہونا چاہیے، اس لیے کہ پہلا حوالہ اس کتاب کا ہے جس کی عبارت زیادہ آئی ہے، پھر اس کا حوالہ ہے جس کی عبارت اس سے کم آئی ہے ، پھر اس سے کم عبارت والا ، اسی ترتیب سے میں نے حوالے دیے ہیں لہذا ترتیب میں کوئی حوالہ مقدم موخر نہیں ہونا چاہیے "[17]

کیا خوب خفیہ راز ہے صرف حوالہ جات کی ترتیب میں اس لیے تو جس اہل علم نے دیکھا تو فرمایا ایسی کتاب میں نہیں دیکھی۔

عمدۃ الفقہ کی طباعت

عمدۃ الفقہ حضرت شاہ صاحب نے قیام پاکستان سے پہلے ہی لکھنا شروع کر دی تھی اور ایک طویل

عرصہ کے بعد انیس سو پینسٹھ (1965) میں اس کی پہلی جلد شائع ہوئی۔ حضرت فرماتے ہیں:

"چنانچہ پاکستان بننے سے پہلے اس کو شروع بھی کر دیا تھا اور بہت کچھ ترتیب و جمع مسائل کا کام کر لیا تھا لیکن اپنی کم علمی کے باعث بعض خامیوں کے پیش نظر اس کو طبع کرنے کی جرات نہ کی۔ پاکستان بننے پر ترک وطن کر کے جب خیر پور ٹامیوالی ضلع بہاولپور میں بطور مہاجر سکونت اختیار کی تو پھر یہ شوق تازہ ہوا سابقہ مسودے نظر ثانی کی شروع کر دی اور ساتھ ساتھ 120 صفحات تک کتابت بھی کر چکا تھا کہ پھر یہ کام التوا میں پڑ گیا۔ پھر ایک عرصے کے بعد شروع کیا اور 120 صفحات کتابت شدہ حصے کو طبع کروا کر بھی رکھ لیا لیکن ہر دفعہ درمیان میں ایسے موانعات حائل ہوتے رہے کہ تاحال اس کی تکمیل اور طباعت و اشاعت کے مراحل طے نہ ہو سکے۔ اب جبکہ نظر ثانی کے بعد کتاب الصلاۃ تک مسودے کی تکمیل ہو چکی ہے اور اس کی کتابت بھی ہو رہی ہے تو ارادہ ہوا اور احباب کے مشورے سے طے پایا کہ چونکہ ابتدائی کتابت شدہ کاپیاں کافی عرصے کے ہو چکی ہیں اور ان کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے نیز طبع شدہ اجزاء بھی پرانے اور خراب ہوتے جا رہے ہیں اس لیے جہاں تک جلدی ہو سکے اس کا ابتدائی حصہ جس کو کتاب ہذا کا حصہ اول قرار دیا جائے، کتاب الطہارۃ پر ختم کر کے چھپوا لیا جائے اور دوسرا حصہ کتاب الصلوۃ کی تکمیل پر ختم کر دیا جائے۔ اس طرح جو کاپیاں اور طبع شدہ اجزاء خراب ہوتے جا رہے ہیں محفوظ ہو کر ناظرین تک پہنچ جائیں گے پھر دوسرا حصہ بھی جلدی طبع ہو کر اشاعت پذیر ہو سکے گا۔ نیز کتاب ہذا کے حصہ اول کو کتاب الصلوٰۃ پر ختم کرنے سے ضخامت بہت زیادہ ہو جاتی اس لیے اس کو دو حصوں میں کرنا مناسب معلوم ہوا"[18]

اس دیباچہ کے آخر میں جو تاریخ درج ہے وہ یہ ہے: 15 ذلقعد ۱۳۸۴ ہجری۔ یہ پہلی جلد کی طباعت کی تاریخ ہے لیکن باقی جلدیں اس کے بعد طبع ہوئیں۔ حتی کہ آخری جلد کتاب الحج آپ کے انتقال کچھ عرصہ پہلے شائع ہوئی۔[19] پھر جدید انداز میں دوسری مرتبہ صاحبزادہ حضرت مولانا سید عزیز الرحمن نے طبع فرمائی۔ جس پر طباعت کی تاریخ صفر المظفر ۱۴۲۹، مارچ 2008ء درج ہے۔ اور ناشر زوار اکیڈمی پبلی کیشنز ہے۔

عمدۃ الفقہ کمیت کے اعتبار سے

عمدۃ الفقہ کتاب بڑے سائز کے دو ہزار سولہ صفحات اور چار جلدوں پر مشتمل ہے۔ جلد اول کتاب الایمان کتاب الطہارۃ، جلد دوم کتاب الصلوٰۃ، جلد سوم کتاب الصوم کتاب الزکوۃ اور جلد چہارم کتاب الحج کے

عنوانات سے مزین ہے۔

عمدۃ الفقہ کی خصوصیات

مصنف کا اثر ہمیشہ اس کی تحریر سے پڑھنے والے پر منتقل ہوتا ہے۔ شاہ صاحب چونکہ ایک عارف باللہ اور واصل باللہ شخصیت تھے اور یہی تعلق مع للہ ان کے ہر تحریر میں نظر آتا ہے اور حضرت شاہ صاحب ان برگزیدہ شخصیات میں سے تھے جن کو اللہ پاک علوم و عرفان کے لیے منتخب کیا ہوا تھا کہ ان کی یہ تالیف صرف ظاہری علوم، جائز وناجائز، حلال و حرام کے بیان میں ہے، لیکن اثر دینے میں ایک تصوف کی اعلی کتاب کی سی وصف رکھتی ہے۔ جو ظاہری علوم کے ساتھ ساتھ باقی علوم تزکیہ و پاکیزگی سکھاتی چلی جاتی ہے اور مصنف کے نوک قلم اور قلب اطہر کا حسین امتزاج ظاہر ہوتا ہے کہ سیاہ حروف جو مسائل بتانے کے لئے لکھے گئے صاحب قلم کے اثر کی وجہ سے سیاہ دل کو منور کرتے جاتے ہیں اور ایسا لگتا ہے کہ شیخ طریقت اللہ پاک تک پہنچنے کا سلوک طے کروارہے ہیں اور مروجہ فقہی کتب سے ایک الگ ہی راستے پر گامزن کرنا چاہتے ہیں اور یہ وہ راستہ ہے جس پر چل کر انسان اللہ تعالی کو پالیتا ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر محمود احمد غازی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"روایتی فقہی کتابوں کے برعکس شاہ صاحب نے عمدہ الفقہ میں مقاصد شریعت اور محاسن شریعت کے موضوعات پر بھی کلام کیا ہے۔ چنانچہ جہاں آپ طہارت اور پاکیزگی کے مسائل بیان کرتے ہیں، وہاں آپ نے طہارت کی حکمت، ضرورت اور معنی اور مفہوم پر بھی حکیمانہ گفتگو کی ہے۔ اس طرح زکوۃ کے ضمن میں مسائل زکوۃ سے پہلے ایک مفصل دیباچے میں زکوۃ کی حکمت اور اس کے محاسن پر لطیف بحث فرمائی ہے اور یہ بھی واضح کیا ہے کہ زکوۃ ارکان اسلام میں ایک اہم رکن ہونے کی وجہ سے ایک عبادت کی حیثیت رکھتی ہے ۔یہ حکومت کے عام ٹیکسوں کی طرح کوئی ٹیکس نہیں ہے ۔ یہی اسلوب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے روزے کے بارے ب میں اختیار کیا ہے۔ چنانچہ روزے کے مسائل اور احکام بیان کرنے سے قبل روزے کی حکمت اور اس کے محاسن اور خوبیوں پر گفتگو کی ہے۔ حج کے ضمن میں بھی یہ اسلوب برقرار رکھا ہے حج کے احکام بیان کرنے سے قبل حج کی حقیقت، اس کی فرضیت اور مشروعیت کے عقلی دلائل اور حج کی مصلحتوں اور حکمتوں پر خاصی تفصیلی گفتگو کی ہے "[20]

عمدۃ الفقہ کئی خصوصیات کی حامل کتاب ہے، 21 خصوصیات ڈاکٹر سید عزیز الرحمن صاحب نے ذکر کی

ہیں۔ جو ذیل میں پیش کی جاتی ہیں۔

1. کسی بھی مسئلے کی تمام جزئیات کا ہر ممکن استقصا
2. عنوانات اور ذیلی عنوانات کے ذریعے ہر ہر مسئلہ کی تقسیم جس کی بنا پر کوئی بھی مسئلہ تلاش کرنے میں سہولت ہو جاتی ہے۔
3. امہات کتب فقہ سے براہ راست مراجعت اور استفادہ۔
4. مآخذ کے بیان کا اہتمام۔
5. کسی بھی کتاب سے لی گئی عبارت کا حوالہ حاشیے میں دیا گیا ہے۔
6. مسئلے کی تقویت اور توسیع کے لئے مختلف کتب کا حوالہ بھی دیا گیا ہے۔
7. ایک سے زائد کتب کا حوالہ ہونے کی صورت میں پہلے اس کتاب کا حوالہ دیا ہے، جس سے اصل مسئلہ اخذ کیا گیا ہے۔ پھر اس کے بعد متابعات اور شواہد کو نقل کیا گیا ہے۔
8. اگر کسی ماخذ کی عبارت مسئلے کا مکمل احاطہ نہ کر سکتی ہو تو وہاں پر دوسری کتاب کی عبارت کو ملا کر اس مسئلے کی وضاحت کی گئی ہے اور اس سلسلے میں ملتقطا اور مترببتا کا رمز ستعمال کیا گیا ہے۔
9. کتابوں کے حوالے کے لئے رمز کا استعمال کیا گیا ہے جس کی تفصیل ابتداء میں جدول کے ذریعے ظاہر کر دی گئی ہے۔
10. اکثر مسائل کے ساتھ ان کی فکر تعلیلات اور توجہات کو بھی بیان کیا گیا ہے۔
11. حج کے تمام افعال کی مکمل تفصیل بیان کی گئی ہے۔
12. مواقیت کی تفصیل اور تجزیہ انتہائی محققانہ انداز میں کیا گیا ہے۔
13. مفتٰی بہ اور صحیح اقوال اور ضعیف اور غیر مفتی بہ اقوال کی بھی وضاحت کر دی گئی ہے۔
14. اسلوب کو عام فہم اور آسان بنانے پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔
15. مسائل کی ترتیب اور پیش پیش میں منطقی اور نفسیاتی انداز کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔
16. ہر ہر مسئلے کی ہر ممکنہ طور پر مکمل تفصیل درج کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔
17. حج کے بیان کے آخر میں حج افراد، تمتع اور قرن کے احکام کا جمالی خاکہ درج ہے۔

18. حج وافعال حج کے شرائط وفرائض اور واجبات وغیرہ کا اجمالی نقشہ بھی درج ہے۔
19. حج بدل، حج نذر، جنایات وکفارات کو وضاحت کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔
20. حج کی تمام اصطلاحات کی لغوی اور اصطلاحی تعریف بیان کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔
21. اسرار وحکمتِ شریعت کا بیان بھی کیا گیا ہے"(21)

مولانا منتخب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ نے صرف کتاب الصلوٰۃ کی سات خصوصیات کا ذکر کیا ہے جو دوسری کتابوں میں نہیں ہیں۔

1. تجوید قرآن سے متعلق مسائل واحکام کو بہت عمدگی اور جامعیت کے ساتھ مرتب فرمایا۔
2. امامت واقتدائے نماز کے مسائل میں بڑی وقعتِ نظری سے کام لیا گیا ہے۔
3. مفسداتِ صلاۃ کے بیان کے لیے ایسی نفیس ترتیب اختیار فرمائی جو اسی کتاب کی خصوصیت ہے۔
4. نماز کے فرائض، واجبات اور مستحبات کا بیان تقریباً ہر کتاب میں ہے لیکن اس کتاب میں ایسی ذہن نشین ترتیب اور مسائل متعلقہ کی ایسی تفصیل اختیار کی گئی ہے جس سے اور کتابیں خالی ہیں۔
5. صلوۃ خوف کا بیان عموماً کی کتابوں میں مغلق ہے لیکن اس کتاب نے اس اغلاق کو دور کرکے اس کو ہر ایک کیلئے سمجھنا آسان کر دیا ہے۔
6. قنوت نازلہ اور اس سے متعلق احکام ومسائل سے عموماً کتب فقہ خالی ہیں۔ اس کتاب میں اس کا مفصل بیان ہے۔
7. نفلی نمازوں سے متعلق اتنا مفصل اور سیر حاصل بیان بھی اس کتاب کی خصوصیات میں سے ایک اہم خصوصیت ہے۔(22)

عمدۃ الفقہ اہل علم کی نظر میں

کسی بھی کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس وقت کے اکابر علماء کے ہاں قبولیت سے ہوتا ہے۔ عمدۃ الفقہ کی خصوصیت ہے کہ وقت کے تمام جید علماء کرام نے اس عظیم خدمت کو سراہا اور حضرت شاہ صاحب کی اس کاوش کو خراج تحسین پیش کیا۔ حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"ان دنوں حضرت مولانا سید زوار حسین نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب عمدۃ الفقہ نظر سے گزری دیکھ کر حیرت ہوئی

کہ موصوف نے جزئیات و مسائل کا اتنا استقصاء فرمایا ہے کہ عربی کی کسی ایک کتاب میں اتنا ذخیرہ بمشکل نظر آئے گا اور نہایت عمدہ، شگفتہ، سلیس اردو زبان میں اتنا ذخیرہ جمع کرنا اسی کتاب کی خصوصیت ہے"(23)

حضرت مولانا منتخب الحق سابق صدر شعبہ اسلامیات کراچی یونیورسٹی لکھتے ہیں کہ:

" ضرورت ایک ایسی سلیس اور جامع کتاب کی باقی تھی جو فقہی ابواب سے متعلق تمام ضروری گوشوں پر حاوی ہو اور اپنی زبان و بیان کے اعتبار سے اتنی سلیس ہو کے استاد کے بغیر ہر سمجھدار اردو خواں اس سے مستفید ہو سکے، نیز مسائل کے بیان کرنے میں پوری احتیاط سے کام لیا گیا ہے"۔

اللہ تعالی نے شیخ طریقت حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اس کام کے لئے منتخب فرمایا اور اس میں بعض ایسے ضروری امور جو اردو اور عربی کی عام فقہی کتابوں میں موجود نہیں ہیں ان کا اضافہ فرمایا"(24)

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ایسے فقہی دائرۃ المعارف کی ضرورت باقی تھی جس میں حتی الامکان فقہی ابواب کے اکثر جزئیات کو بالغ نظری اور حسن ترتیب سے جمع کر دیا گیا ہے۔ یہ سعادت ہمارے بزرگ مکرم جناب مولانا سید زوار حسین صاحب کے حصے میں آئی۔ عام فہم اور سادہ زبان، پسندیدہ اور مناسب ترتیب اور دقیق جزئیات کا استقصا اس کتاب کے نمایاں خصائص ہیں"(25)

ڈاکٹر ثناء الحق صدیقی لکھتے ہیں:

"ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لکھتے وقت شاہ صاحب نے عوام کی نفسیات اور ضرورت کو سامنے رکھا اور یہ سوچ لیا کہ ان مسائل سے متعلق عوام کے دلوں میں کیا کیا سوالات پیدا ہو سکتے ہیں۔ اور عام فہم انداز میں ان کے جوابات کیسے دیے جاسکتے ہیں۔ سوالات کا یہ سلسلہ ذہن میں قائم کر کے انہوں نے ہر ایک کے اطمینان بخش جوابات دینے شروع کیے اور جب تک وہ خود پوری طرح مطمئن نہیں ہو گئے انہوں نے اس مسئلے کو نہیں چھوڑا"(26)

تالیف میں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ سابقہ کتب کو ایک جگہ جمع کر دیا جاتا ہے۔ لیکن حضرت شاہ صاحب نے جمع نہیں کیا بلکہ ان کے تفقہ کا اصل تعارف ہی یہ کتب ہیں۔ ڈاکٹر محمود احمد غازی لکھتے ہیں کہ:

"شاہ صاحب کے تفقہ کا اصل اور حقیقی مظاہرہ انکی موسوعات تصنیف عمدہ الفقہ میں ہوا۔ یہ کتاب

اپنی نوعیت کی ایک منفرد کتاب ہے۔چار ضخیم جلدوں پر مشتمل اس کتاب میں ایمان، عقائد، طہارت اور پاکیزگی، نماز، زکوۃ، روزہ اور حج جیسے بنیادی دینی موضوعات پر مستند ترین مسائل اور احکام بیان کئے گئے ہیں، کتاب کی چوتھی جلد، جو کہ تقریباساڑھے سات سو صفحات پر مشتمل ہے، صرف حج کے مسائل واحکام سے بحث کرتی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اردو تو اردو خود عربی زبان میں بھی کسی کتاب میں حج کے اتنے مسائل یکجا دستیاب نہیں ہیں۔ اس کتاب میں مصنف عالم نے فقہ حنفی کے پورے ذخیرے کو چھان کر مستند ترین احکام و مسائل کا مجموعہ تیار کیا۔ کہنا ہر گز مبالغہ نہ ہو گا کہ) فتاویٰ کے بڑے بڑے اور مبسوط مجموعوں کو چھوڑ کر (اردو زبان میں فقہ العبادات پر اتنی جامع اور مکمل کتاب موجود نہیں"[27]

حاصل مطالعہ

حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ صاحبؒ کی تالیف عمدۃ الفقہ چار ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے اور علوم فقہ میں ایک منفرد مقام کی حامل ہے۔ اس تالیف پر اب تک کسی بھی سطح کا علمی و تحقیقی کام نہیں ہوا ہے، ضرورت اس امر کی ہے کہ عمدۃ الفقہ کے تنوع کو یونیورسٹی سطح پر مختلف عنوانات کے تحت تحقیقی مقالہ جات (پی ایچ ڈی) کا موضوع بحث بنا کر افادہ عام کے لئے پیش کیا جائے، اور یہ کتاب اس بات کی متقاضی ہے کہ خواص و عموم کے حلقوں میں اس کی نشر واشاعت کے لئے جدید ایڈیشن کا اہتمام کیا جائے، تاکہ ہر سطح پر استفادہ ممکن ہو سکے۔

حواشی

1. شیخ، محمد اکرام، آب کوثر، ص128، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، 2005ء
2. ندوی، سید سلیمان، تاریخ سندھ، حصہ دوم ص356، دارالاشاعت، کراچی، 1995ء
3. ڈاکٹر، ضیاء الدین، برصغیر ہند میں علوم فقہ اسلامی کا ارتقاء اردو مطبوعات کا تنقیدی و تجزیاتی مطالعہ، ص17، ایفا پبلی کیشنز، دہلی، 2012ء
4. غازی، ڈاکٹر محمود احمد "مولانا سید زوار حسین شاہ ایک فقیہ" ماہنامہ تعمیر افکار، مسلسل شمار85، 2008ء، ش12، 11، ص170
5. بھٹو، حافظ موسیٰ، "شخصیت میری نظر میں" ماہنامہ تعمیر افکار، مسلسل شمار85، 2008ء، ش12، 11، ص514
6. قریشی، حاجی محمد اعلیٰؒ مقالات زواریہ، ص16، ادارہ مجددیہ، کراچی، 1403ھ
7. قریشی، مقالات زواریہ، ص17، 31
8. قریشی، مقالات زواریہ، ص33، 21، 20

9. رانجھا، نذیر احمد، تاریخ و تذکرہ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، ص638 جمعیت پبلی کیشنز، لاہور، 2010ء
10. قریشی، مقالات زواریہ، ص24
11. قریشی، مقالات زواریہ، ص8
12. ڈاکٹر، سید عزیز الرحمن، تذکرہ حضرت مولانا سید زوار حسین شاہؒ، ج2، ص99، زوار اکیڈمی پبلی کیشنز، کراچی، 2015ء
13. شاہ، مولانا سید زوار حسینؒ، عمدۃ الفقہ، ج1، ص11، زوار اکیڈمی پبلی کیشنز، کراچی، 2008ء
14. مولوی بارک اللہؒ 1156ھ /1743ء میں قصبہ لکھو ضلع فیروزپور میں پیدا ہے۔ آپؒ کا نسبی تعلق سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ہے، آپ کا سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے مشہور حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ سے بیعت وعقیدت کا تعلق تھا۔
15. شاہ، عمدۃ الفقہ، ج1، ص11
16. شاہ، عمدۃ الفقہ، ج1، ص12
17. قریشی، مقالات زواریہ، ص292
18. شاہ، عمدۃ الفقہ، ج1، ص11
19. ڈاکٹر، سید عزیز الرحمن، تذکرہ حضرت مولانا سید زوار حسین شاہؒ، ج2، ص99، زوار اکیڈمی پبلی کیشنز، کراچی، 2015ء
20. غازی، ڈاکٹر محمود احمد، "مولانا سید زوار حسین شاہ ایک فقیہ" ماہنامہ تعمیر افکار، مسلسل شمار 85، 2008ء، ش12، 11، ص171
21. ڈاکٹر، سید عزیز الرحمن، تذکرہ حضرت مولانا سید زوار حسین شاہؒ، ج2، صفحات 100، 101، 102
22. ڈاکٹر، سید عزیز الرحمن، تذکرہ حضرت مولانا سید زوار حسین شاہؒ، ج2، ص178
23. قریشی، مقالات زواریہ، ص312
24. ڈاکٹر، سید عزیز الرحمن، تذکرہ حضرت مولانا سید زوار حسین شاہؒ، ج2، ص179
25. لدھیانوی، مولانا محمد یوسفؒ، "تبصرہ عمدۃ الفقہ" ماہنامہ بینات، شوال، 1387ھ، کراچی
26. صدیقی، ثناء الحق صدیقی، "پیکر علم و عمل" ماہنامہ تعمیر افکار، مسلسل شمار 85، 2008ء، ش12، 11، ص440
27. غازی، ڈاکٹر محمود احمد، "مولانا سید زوار حسین شاہ ایک فقیہ" ماہنامہ تعمیر افکار، مسلسل شمار 85، 2008ء، ش12، 11، ص 17